سلسلہ مطبوعات مجلس
۸۱

سلسلہ نمبر (۱۰)

قادیانیت

اسلام اور نبوتِ محمدی ﷺ کے خلاف ایک بغاوت

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

سنہ ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء

تازہ ایڈیشن از مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ———— بار اول
کتابت ———— ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ———— نامی پریس لکھنو
صفحات ———— ۴۸
قیمت ———— ایک روپیہ ۱/-

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

قادیانیت

اسلام اور نبوت محمدیؐ

کے خلاف

ایک بغاوت

عربی:	متعدد ایڈیشن ۱۹۵۳ء	قاہرہ، کویت
	تازہ ایڈیشن ۱۹۷۴ء	بیروت
انگریزی:	پہلا ایڈیشن ۱۹۷۴ء	لکھنؤ
	دوسرا ایڈیشن "	مکۃ المکرمہ
اردو:	متعدد ایڈیشن	مکۃ المکرمہ و پاکستان
	تازہ ایڈیشن ۱۹۷۴ء	لکھنؤ
ہندی:	پہلا ایڈیشن ۱۹۷۴ء	(لکھنؤ) زیر طبع

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

قادیانیت ـــــ اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ۵
ختم نبوت انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز ہے ـــــ ۲۷
ذہنی انتشار سے حفاظت ـــــ ۲۸
ختم نبوت کا زندگی اور تمدن پر احسان ـــــ ۲۹
دعویداران نبوت ـــــ ۳۰
تفریق بین المسلمین ـــــ ۳۴
ایک غلط اور خطرناک مفروضہ ـــــ ۳۷
مکالمات کو شرط قرار دینے کے نتائج ـــــ ۳۸
سلسلۂ نبوت کے انکار کی روح ـــــ ۴۱
مکالمات کے سرچشمہ کا تعین ـــــ ۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

قادیانیت

اِسلام اور نبوتِ محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت

www.abulhasanalinadwi.org

بسم الله الرحمن الرحيم

www.abulhasanalinadwi.org

میں اس مقالہ میں ایک ایسے مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو ہر مسلمان کی توجہ کا مستحق ہے، خواہ وہ کسی ملک میں بستا ہو، اس لئے کہ اس کا تعلق اسلام کے بعض بالکل بنیادی اصولوں سے ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس سے غفلت برتی تو اس کا قوی خطرہ ہے کہ یہ معاملہ ایسی سنگین شکل اختیار کرلے کہ پورے عالم اسلامی اور پورے نظام اسلامی کے لئے شدید خطرہ بن جائے اور پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہو۔

حال میں کچھ ایسے حالات و واقعات پیش آئے جنھوں نے پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ کو قادیانیت کے مسئلہ کی طرف پھیر دیا، ان حالات نے مسئلہ قادیانیت کی طرف جس کو لوگ بھولتے جارہے تھے، دوبارہ متوجہ کردیا، اور بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب متعجب ہوکر پوچھنے لگے کہ کیا واقعی یہ مسئلہ اتنا اہم اور اس قدر سنگین ہے کہ مسلمانوں کا مرکز توجہ بن جائے، لیکن کیا کیا جائے مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے واقعۃً اتنی ہی اہمیت کا مستحق ہے!

اسلامی ذہن کا اس طرف متوجہ ہونا بالکل حق بجانب ہے، کیونکہ مسلمانوں کی ہستی اور اسلام کے مستقبل کے لئے حقیقتاً یہ ایک پریشان کن مسئلہ ہے، بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ مسئلہ کی واقعی اہمیت کیا ہے، اور اسلامی زندگی سے اس کا کس قدر گہرا تعلق ہے، یہ کشمکش کسی فرقہ بندی، تنگ خیالی اور مذہبی عصبیت کا شوشہ نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے، بلکہ خالص اسلامی مصالح اور مسلمانوں کی زندگی کا تقاضہ ہے ——

آیئے اس کو تاریخی اور علمی حقائق کی روشنی میں دیکھیں۔

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست

www.abulhasanalinadwi.org

کے بطن سے وجود میں آئی ہے، صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ) نے جو جہاد کی تحریک چلائی، اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی، ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں، ادھر سوڈان میں شیخ محمد احمد سوڈانی نے جہاد اور مہدویت کا نعرہ بلند کیا جس سے سوڈان میں برطانیہ کا اقتدار متزلزل ہو گیا، اس کو معلوم تھا کہ یہ چنگاری اگر بھڑک اٹھی تو پھر قابو میں نہیں آئے گی، اور پھر سید جمال الدین افغانی کی تحریک اتحاد اسلامی کو اس نے پھیلتے اور مسلمانوں میں مقبول ہوتے دیکھا، اس نے ان سب خطرات کو محسوس کیا، اس نے مسلمانوں کے مزاج و طبیعت کا گہرا مطالعہ کیا تھا، اور اس کو معلوم تھا کہ ان کا مزاج دینی مزاج ہے، دین ہی انھیں گرماتا ہے، اور دین ہی انھیں سلا سکتا ہے، لہذا مسلمانوں پر قابو پانے کی واحد شکل یہ ہے کہ ان کے عقائد پر اور ان کے دینی میلان اور نفسیات پر قابو پایا جائے، مسلمانوں کے مزاج میں در خور حاصل کرنے کے لئے دین کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، اس مقصد کیلئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں، اور وہ انھیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے ـــــ یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا کیونکہ مسلمانوں کا مزاج

www.abulhasanalinadwi.org

بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہو سکتا تھا، ــــ مرزا غلام احمد قادیانی ــــ جو ذہنی انتشار کے مریض تھے[1] .... اور بڑی شدت سے اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ ایک نئے دین کا بانی بنے، ان کے کچھ متبعین اور مومنین ہوں اور تاریخ میں ان کا ویسا ہی نام اور مقام ہو جیسا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ــــ انگریزوں کو اس کام کے لئے موزوں شخص نظر آئے اور گویا انھیں ان کی شخصیت میں ایک ایجنٹ مل گیا جو ان کے اغراض کے لئے مسلمانوں میں کام کرے، چنانچہ انھوں نے بڑی تیزی سے کام شروع کیا پہلے منصب تجدید کا دعویٰ کیا، پھر ترقی کر کے امام مہدی بن گئے، کچھ دن اور گذرے تو مسیح موعود ہونے کی بشارت ہو گئی، اور آخر کار نبوت کا تخت بچھا دیا، اور انگریز نے جو چاہا تھا وہ پورا ہو گیا، ان بزرگ نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا، اور انگریز نے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی اس کی حفاظت بھی کی اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں بہم پہنچائیں، مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا اور ہمیشہ وہ اس بات کے

---

[1] اس شخص میں تین ایسی چیزیں بیک وقت جمع تھیں جنھیں دیکھ کر ایک مؤرخ یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ ان میں اہم ترین اور حقیقی سبب کسے قرار دیا جائے جس نے اس شخص سے یہ ساری حرکات سرزد کرائیں۔

۱۔ دینی رہنمائی کے منصب پر پہنچا جائے اور نبوت کے نام سے پورے عالم اسلامی پر چھایا جائے۔

۲۔ وہ مالیخولیا جس کے بار بار تذکرہ سے اس کی اور اس سے متعلق اس کے ماننے والوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

۳۔ مبہم اور نیز واضح قسم کے سیاسی اغراض و مفادات اور سرکار انگریزی کی خدمت گذاری اور نمک حلالی۔

www.abulhasanalinadwi.org

معترف ہے کہ ان کا نمود برطانیہ عظمیٰ کا رہین منت ہے، چنانچہ اپنی ایک تحریر[1] میں خود کو حکومت برطانیہ کا "خودکاشتہ پودہ" قرار دیا ہے، اور ایک جگہ اپنی وفاداریوں اور خدمت گذاریوں کو گناتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے، اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھا کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں، میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے"[2]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں"[3]

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:۔

"اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھتے جائیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد

---

[1] عرض بحضور گورنر پنجاب بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء (تفصیل کے لئے دیکھئے میر قاسم علی کی کتاب "تبلیغ رسالت" کی ساتویں جلد۔ [2] تریاق القلوب از مرزا قادیانی ص ۱۵ [3] ضمیمہ شہادت القرآن از مرزا طبع ششم ص ۱۰

www.abulhasanalinadwi.org

کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"[۱]

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ:۔

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے، چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرفِ زرِ کثیر چھاپ کر بلادِ اسلام میں پہنچائی ہیں، اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک (ہندوستان) پر بھی پڑا ہے، اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں، وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں، ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے، اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے ... بڑی برکت ہیں، اور گورنمنٹ کے لئے دلی جاں نثار۔"[۲]

مرزا غلام احمد صاحب کی اس تحریک اور ان کی اس جماعت نے انگریزی حکومت کے لئے بہترین جاسوس اور بڑے سچے دوست اور جاں نثار فراہم کئے، اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہند اور بیرونِ ہند میں انگریزی حکومت کی بیش قیمت خدمات انجام دیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا جیسے عبد اللطیف صاحب قادیانی جو افغانستان میں قادیانی مذہب کی تبلیغ اور جہاد کی مخالفت کرتے تھے، ان کو حکومتِ افغانستان نے قتل کیا کیونکہ ان کی دعوت سے اس بات کا خطرہ تھا کہ افغان قوم کا وہ جذبہ جہاد اور

---

[۱] ایضاً ص ۱۷ [۲] عریضہ بعالی خدمت عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد۔

حوصلۂ جنگ فنا ہوجائے جس کے لئے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے، ایسے ہی ملا عبدالحلیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی اسی انگریزی حکومت کے لئے افغانستان میں فنا کے گھاٹ اترے کیونکہ ان کے پاس سے حکومت افغانستان کو کچھ ایسے خطوط اور کاغذات دستیاب ہوئے جن سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں برطانوی حکومت کے ایجنٹ ہیں، اور حکومت افغانستان کے خلاف سازش میں مشغول ہیں، جیسا کہ افغانستان کے وزیر داخلہ کے ۱۹۲۵ء کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے، اور قادیانیوں کے سرکاری اخبار "الفضل" نے اپنی ۳ مارچ ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں اس بیان کو نقل کیا، اور اس قربانی پر بڑے فخریہ انداز میں تبصرہ کیا۔

علیٰ ہذا یہ قادیانی جماعت اپنے دور آغاز سے اب تک برابر تمام قوم پرور وطن دوست تحریکات سے کنارہ کش رہی، ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس نے کوئی حصہ لیا، اور نہ ان کے بعد، اور صرف یہی نہیں بلکہ انگریزوں کی چودھراہٹ میں یورپی قزاقوں کی ٹولی (مستعمرین) کے ہاتھوں عالم اسلامی پر جو مصائب ٹوٹ رہے تھے، وہ ان کے لئے موجب غم نہیں باعث مسرت تھے، انھیں کبھی عام زندگی سے، اسلامی مسائل سے یا ان اسلامی تحریکات سے جو اسلامی حمیت یا سیاسی شعور کا نتیجہ تھیں، کوئی دلچسپی نہیں رہی، ان کا کام ہمیشہ مذہبی مباحثے اور موشگافیاں تھیں اور ان کی دلچسپیوں کا دائرہ صرف وفات مسیح حیات مسیح، نزول مسیح اور نبوت مرزا غلام احمد پر مباحثوں اور مناظروں تک محدود رہا۔

ہندوستان کے علماء اسلام اور ارباب فکر و نظر نے اس قادیانی فتنہ کو بہت اندیشہ کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے زبان و قلم اور علم کے ہتھیاروں سے اس فتنہ کے استیصال کی پوری

www.abulhasanalinadwi.org

جدوجہد کی، اور ظاہر ہے کہ ایک ایسے سیاسی اقتدار کے دور میں جو خود اس فتنہ کا مربی اور سرپرست ہو، اس سے زیادہ کوئی کوشش ممکن نہ تھی، ان مجاہدینِ اسلام میں سرِفہرست ان چار حضرات کے نام ہیں، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد علی مونگیری (بانیٔ ندوۃ العلماء) مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا انور شاہ کشمیری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسلامی جماعتوں میں سے سب سے جوش اور سرگرمی سے اس گروہ کے خلاف جنگ کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام رہی جس کے قائد اور روح رواں سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم تھے۔

اس زمرہ میں اسلام کے مایۂ ناز مفکر ڈاکٹر محمد اقبال بھی ہیں، جنھوں نے اپنی بعض تصانیف میں بہت صاف صاف لکھا کہ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے! اسلام کے خلاف ایک سازش ہے! یہ ایک مستقل دین ہے! اس کے ماننے والے ایک الگ امت ہیں، اور یہ امت عظیم اسلامی امت کا ہرگز جزو نہیں ہے! اور یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی "دقیانوسی مولوی" نہ تھے، ان کا شمار دنیائے اسلام کے نہایت بلند پایہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا، اور وہ اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے، جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے، لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو قریب سے جانتے تھے[1] اور ان کے مذہب اور ان کے مقاصد و اسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے، اس لئے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے، اور وہ پہلے شخص تھے جس نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا، یہاں ہم ان کے مقالات اور خطبات کے

---

[1] یاد رہے کہ بانیٔ قادیانیت اور علامہ موصوف دونوں پنجاب ہی کے رہنے والے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

علامہ مرحوم نے ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار "اسٹیٹس مین" کو جس نے ایک بار اس مسئلہ کو اٹھایا تھا ـــــــ ایک مراسلہ بھیجا کہ "قادیانیت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متوازی ایک علیحدہ نبوت پر ایک نئے گروہ کی بنیاد رکھنے کی منظم کوشش کا نام ہے[1]" اور اسی زمانہ میں جب ہندوستان کے نامور لیڈر اور سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ سوال کیا کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں، جب کہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انہی کا ایک فرقہ ہیں[2]؟ تو علامہ مرحوم ہی نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا (ہم اس بات پر اس لئے مصر ہیں) کہ "قادیانی تحریک نبی عربی (صلے اللہ

---

[1] "اسٹیٹس مین" ۱۰ر جون ۱۹۳۵ء

[2] ہندوستان کے وطن پرست لیڈر عام طور پر قادیانیت کو پسند کرتے ہیں، کیونکہ یہ اگر پھیلے گی تو ہندوستان کی عظمت و تقدس میں اضافہ ہوگا، اور مسلمان اپنا رخ حجاز سے پھیر کر ہندستان ہی کو اپنا قبلہ اور اپنا روحانی مرکز قرار دے لیں گے اور ـــــ جیسا کہ ان لیڈروں کا خیال ہے ـــــ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وطن پرستی کی جڑیں مضبوط ہو جائیں گی، جن دنوں پاکستان میں قادیانیت دشمن تحریک چل رہی تھی، بعض ہندو اخبارات کو قادیانیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی تھی، ان اخبارات نے قادیانیوں کی تائید میں مضامین شائع کئے، اپنے پڑھنے والوں کو جمہور مسلمانوں کے مقابلہ میں قادیانیوں کا مؤید اور ہمنوا بنانے کی کوشش کی اور یہاں تک لکھ گئے کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی یہ کشمکش دراصل عربی نبوت اور ہندی نبوت کی کشمکش ہے، اور ان دو مختلف نبوتوں کے پیرؤوں کی کشمکش ہے۔

علیہ وسلم) کی امت میں سے نبی ہندی کی امت کو تراشنے کی کوشش کر رہی ہے" اور کہا کہ" ہندوستان میں اسلام کی حیاتِ اجتماعیہ کے لئے یہ تحریک اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے جتنی یہودی نظامِ حیات کے لئے یہود کے ایک باغی فلسفی" اسپینوزا" (SPINOZA) کے عقائد ہو سکتے تھے۔"

اللہ تعالےٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے لئے ڈاکٹر اقبال مرحوم کا سینہ کھول دیا تھا، اور وہ اس حقیقت سے کما حقہٗ آشنا تھے، کہ یہ عقیدہ ہی اسلام کی حیات اجتماعی اور امت کی شیرازہ بندی کا واحد محافظ ہے، اور اس عقیدہ سے بغاوت کسی حال میں رعایت کی مستحق نہیں ہے، کیونکہ یہ بغاوت قصرِ اسلامی کی بنیاد پر تیشہ چلانے کے مرادف ہے، اوپر کی سطروں میں "اسٹیٹس مین" کے جس مراسلہ کا ذکر کیا گیا ہے، اسی میں لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ عقیدہ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، تنہا یہی وہ عامل (FACTOR) ہے جو اسلام اور ان ادیان کے درمیان ایک مکمل سرحدی خط (LINE OF DEMARCATION) کھینچتا ہے، جو توحید میں مسلمانوں کے ہم عقیدہ ہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، لیکن وحی و نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے قائل نہیں ہیں، جیسے کہ ہندوستان میں برہمو سماج، اور یہی وہ چیز ہے، جسے دیکھ کر کسی گروہ پر داخلِ اسلام یا خارجِ اسلام ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے، میں تاریخ میں کسی ایسے مسلمان گروہ کا نام نہیں جانتا جس نے اس خط کو پھاند جانے کی جرأت کی ہو، ایران کے فرقۂ بہائیہ نے ضرور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا، لیکن انھوں نے صاف صاف یہ بھی اعلان کیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

جو عرفِ عام کے اعتبار سے مسلمان نہیں۔

بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا دین ہے۔ لیکن اس کا قیام بحیثیت ایک سوسائٹی یا بحیثیت ایک امت سراسر حضرت محمدؐ کی شخصیت پر موقوف ہے، اس لئے قادیانیوں کے سامنے بس دو ہی راستے ہیں، یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور خود کو مسلمانوں سے جدا کرلیں یا ختم نبوت کی انوکھی تفسیر سے دست بردار ہو جائیں ورنہ ان کی یہ سیاسی ڈھب کی تاویلات ان کے دل کے اس چور کی غمازی کر رہی ہیں کہ یہ لوگ صرف ان فوائد کے لالچ میں مسلمانوں کے دائرے میں گھسے رہنا چاہتے ہیں، جو فوائد مسلمان کے نام سے وابستہ ہیں، کیونکہ اس کے بغیر ان فوائد اور منافع میں انھیں کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔"

موصوف ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں کہ:-

"ہر وہ گروہ جو معروف و مصطلح اسلام سے انحراف کرے اور اس کا دینی فکر و مزاج ایک نئی نبوت کی بنیاد پر استوار ہوا ور وہ ان تمام مسلمانوں کی صاف صاف تکفیر کرتا ہو جو اس نئی خانہ ساز نبوت کی تصدیق نہ کریں وہ گروہ اسلام کی سالمیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے، اور مسلمانوں کو اس پر سختی سے نظر رکھنی چاہیئے اسلامی معاشرہ کی وحدت صرف عقیدۂ ختم نبوت پر منحصر ہے۔"

یہ تھا اقبال جیسے روشن خیال فاضل کا رویہ قادیانیت کے بارے میں، لیکن وقت گذرتا رہا، قادیانی اپنے کام میں مشغول رہے، فتنے اٹھاتے رہے، مناظرے کرتے رہے، شکوک و شبہات کا

www.abulhasanalinadwi.org

روگ لگاتے رہے اور انگریزی سیاست کی خدمت کرتے رہے، ان کا مرکز ضلع گورداس پور (پنجاب) کا ایک قصبہ قادیان تھا، انگریز کے سایۂ عاطفت میں وہ اپنا کام کر رہے تھے، لیکن یہ بات کبھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ کسی وقت کوئی بڑی سیاسی قوت بھی ان کے قبضہ میں آجائے گی اور کوئی ایسی بنی بنائی مملکت ہاتھ آجائے گی جس میں ان کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہوگا، کیونکہ اولاً تو انھوں نے ملک کی سیاسی جدوجہد اور جنگ آزادی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا، اور دوسرے یہ کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی اور مسلمانوں کی غیر معمولی اکثریت سے دبی ہوئی تھی لیکن ۱۹۴۷ء میں یکایک مملکت پاکستان کی داغ بیل پڑ گئی، اور یہ چیز جس کا تصور بھی قادیانی اپنے حالات کے پیش نظر نہیں کر سکتے تھے بغیر ایک قطرۂ خون گرائے ہوئے انھیں مل گئی ـــــ یعنی حکومت اقتدار پر وہ اثر و نفوذ جو ان کو پاکستان کی نوخیز مملکت میں حاصل ہوا۔

مرزا غلام احمد اور ان کے رفقا نے تصریح کی ہے کہ جو مسلمان اس نئے دین پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، ان کو لڑکی دینا جائز نہیں، الغرض ان کے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا چاہئے، مرزا بشیر الدین محمود فرزند مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتاب "آئینۂ صداقت" میں لکھتے ہیں :۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں"[1]

مرزا بشیر الدین صاحب ایک عدالت کے سامنے اپنے بیان میں کہتے ہیں :۔

---

[1] صفحہ ۳۵

www.abulhasanalinadwi.org

"ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں، اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے، اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، غیر احمدی کافر ہیں۔"[1]

ایک تقریر میں اپنے اور مسلمانوں کے اختلافات کے سلسلے میں مرزا صاحب کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کی ذات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"[2]

اور حد یہ ہے کہ پاکستان کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کا انتقال ہوا تو اپنے عقیدہ کی بنا پر سر ظفر اللہ خاں نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

یہ تھے وہ اسباب جنھوں نے مسلم رہنماؤں کو ایک گہرے فکر میں ڈال دیا، اور انھوں نے دیکھا کہ قصر اسلامی کو اندر ہی اندر ایک گھن لگ رہا ہے اور ہدایت ربانی

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا یَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ (آل عمران ـ ۱۱۸)	اے ایمان والو مت بناؤ بھیدی اپنے غیر میں سے وہ کمی نہیں کرتے ہیں، تمہاری خرابی میں، ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے، اور جو چھپا ہے ان کے جی میں سو اس سے کہیں سوا ہے۔

کے بالکل خلاف ہو رہا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ اس مشکل کا حل صرف یہ ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے، یہ بعینہ وہی تجویز تھی جو سب سے پہلے ڈاکٹر محمد اقبال نے پیش کی تھی

---

[1] بیان مندرجہ اخبار "الفضل" ۲۹ جون ۱۹۲۲ء۔ [2] الفضل ۳۰ جون ۱۹۳۱ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے خطبات و مقالات میں بہت شدت و قوت کے ساتھ اسی کی دعوت دیتے رہے تھے، انھوں نے صراحت کے ساتھ کہا کہ "قادیانیت اسلام سے اس سے کہیں زیادہ مغائر ہے، جتنے کہ سکھ ہندوؤں سے، لیکن انگریزی حکومت نے سکھوں کو غیر ہندو اقلیت قرار دیا حالانکہ ان دونوں میں بہت سے معاشرتی، مذہبی اور تہذیبی تعلقات قائم ہیں، وہ آپس میں شادی بیاہ تک کرتے ہیں جبکہ قادیانیت مسلمانوں سے مناکحت مصاہرت کو قادیانیوں کے لئے حرام ٹھہراتی ہے، اور ان کے بانی نے مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات کو یہ کہہ کر ناجائز قرار دے دیا ہے کہ مسلمانوں کی مثال خراب شدہ دودھ کی ہے جبکہ ہم تازہ دودھ کی مانند ہیں"۔

افسوس کہ عالم اسلامی نے اب تک قادیانیت کے خطرے کو نہیں سمجھا ہے، عالم اسلامی اب تک اس حقیقت سے پورے طور پر آگاہ نہیں کہ قادیانیت محض ایک عقیدہ یا مذہبی فرقہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے نظم ملی کو درہم برہم کرنے کی ایک منظم سازش ہے، سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے خلاف ایک خطرناک بغاوت ہے، قادیانیت کو اس اسلام سے عناد ہے، اور ہر ہر معاملہ میں وہ اس کی مزاحم ہے، قادیانیت چاہتی ہے کہ عقائد و افکار اور جذبات میں اسلام کی جگہ اسے مل جائے اور بنی آدم کی اطاعت و محبت اور احترام و عقیدت سے جو حصۂ وافر اسلام کو ملا ہے، وہ اس کی طرف منتقل ہو جائے، قادیانیت صاف طور پر اعلان کرتی ہے کہ مرزا صاحب نہ صرف صحابۂ کرام اور امت کے جلیل القدر اولیا و مجددین و ائمۂ عظام سے بزرگ تر ہیں، بلکہ بہت سے اولوالعزم انبیا و رسل (علی نبینا و علیہم السلام) سے افضل و اقدس ہیں، قادیانیت کی نظر میں اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

اور مرزا غلام احمد صاحب کے حواریوں اور اصحاب میں کوئی فرق نہیں ہے، مرزا صاحب کا مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر بلکہ شاید کچھ زیادہ ہے، ان کے خلفاء، خلفاء راشدین کے ہمسر ہیں، ان کا شہر قادیان شرف و مجد میں مکہ معظمہ اور مدینۃ الرسول کا ہم پلہ ہے، اور قادیان کا حج مکہ مکرمہ کے حج سے کمتر نہیں ہے۔

مرزا بشیر الدین قادیانی خلیفہ دوم کی "حقیقۃ النبوۃ" دیکھئے! مرزا غلام احمد کے متعلق فرماتے ہیں کہ "وہ بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گئے" (ص ۲۵۷) اخبار الفضل ج ۱۴، ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ "دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہت سوں سے آپ بڑے تھے، ممکن ہے سب سے بڑے ہوں" یہی اخبار جلد ۵ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں اصحاب نبی اور اصحاب مرزا کو برابر قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ "پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں، یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت ہیں، صرف زمانہ کا فرق ہے، وہ بعثتِ اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں، یہ بعثتِ ثانیہ کے" اخبار الفضل جلد ۳ نمبر ۵ میں ہے کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است" اور "انوار خلافت" میں میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان لکھتے ہیں" اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اِسْمُہٗ اَحْمَدُ) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں" قادیانیت اسی پر بس نہیں کرتی بلکہ حضور سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی افضلیت کا دعوی کرتی ہے، مرزا غلام احمد اپنے "خطبۂ الہامیہ" میں فرماتے ہیں:۔

www.abulhasanalinadwi.org

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"[1]

اور مزید یہ بھی کہتے ہیں:۔

لَهُ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِيْرُ وَإِنَّ لِيْ
غَسَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ أَتُنْكِرُ

(ان کے (یعنی نبی کریم کے) لئے صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا، اب کیا انکار کرے گا؟)[2]

قادیانیت کی نظر میں مرزا صاحب کے مدفن کا بھی وہی مرتبہ ہے، جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا، ملاحظہ فرمایئے صیغہ تربیت قادیان کی طرف سے قادیان جانے والوں کے لئے ہدایت کا اقتباس!

"اس اعتبار سے، مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے، آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔"[3]

---

[1] ص ۱۷۷ [2] اعجاز احمدی ص ۷۱ [3] الفضل جلد ۱۰ نمبر ۴۸، ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

www.abulhasanalinadwi.org

علیٰ ہٰذا قادیانی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا قادیان تین مقدس و متبرک مقامات میں سے ایک ہے، مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"خدائے تعالیٰ نے ان تینوں مقامات (مکہ، مدینہ اور قادیان) کو مقدس کیا، اور تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا[1]"

پھر ایک قدم اور بڑھا کر قادیانیت بلد حرام اور مسجد اقصیٰ کے متعلق قرآنی آیت کو قادیان پہ چسپاں کرتی ہے، مرزا غلام احمد صاحب کا ارشاد ہے کہ:۔ "وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" ان کی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا گیا ہے[2]۔

"درثمین" صفحہ ۵۲ پر ارشاد ہے ؎

"زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۳۲ء میں رقمطراز ہے:۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ" کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے"

اور جب یہ بات ہے کہ قادیان بلد اللہ الحرام کا ہم مرتبہ بلکہ کچھ سوا ہے تو لا محالہ اس کا سفر بھی حج کے برابر یا کچھ فائق تر ہوگا. چنانچہ میاں محمود احمد صاحب خطبۂ جمعہ میں

---

[1] الفضل ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء   [2] ملخص از حاشیہ در حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرماتے ہیں:۔

"اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے، اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں[۱]"

اور قادیانی جماعت کے ایک اور بزرگ ایک قدم آگے بڑھا کر فرماتے ہیں کہ:۔

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے، اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے[۲]"

ان باتوں سے اندازہ کیجئے کہ قادیانیت کس طرح ایک مستقل عالمی دین بننے کے لئے کوشاں اور امیدوار ہے، جس کا خود اپنا ایک نبی ہو، صحابہ اور خلفاء ہوں، مقامات مقدسہ ہوں، اپنی مستقل تاریخ اور شخصیات ہوں اپنا مستقل ادب اور لٹریچر ہو، اور اپنے متبعین کا رشتہ اسلام کے لافانی ورثہ سے اس کی تاریخ اور شخصیات سے اس کے اولین سرچشموں اور ماخذوں سے، اس کے مقدسات اور روحانی مراکز سے منقطع کر کے کسی طرح ان میں سے ہر ایک کے عوض میں ایک نئی چیز اپنے متبعین کے لئے فراہم کرتی ہے، مگر ان چیزوں کا بدل کوئی چیز کہاں بن سکتی ہے، معاذ اللہ عن ذلک ——— اور اس طرح سے انسان نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و طاعت کی سرشاری، آپ کے ذکر کی شیفتگی، آپ کی سیرت پاک

---

[۱] الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء [۲] اخبار "پیغام صلح" لاہور جلد ۲۱ نمبر ۲۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے مطالعہ اور آپ کے نقش قدم کے اتباع سے برگشتہ ہوکر نبی قادیانی کی محبت میں اور اس کی عظمت و عبقریت کے گن گانے میں، اس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے میں اور اس کے نقش قدم پر چلنے میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ انسان اسلام کی تابناک تاریخ، ایمان و جوانمردی کی تاریخ، شرافت انسانی کی تاریخ کو چھوڑکر ایک ایسی تاریخ پر فریفتہ ہو جاتا ہے، جو سراسر ذلت و مسکنت کی تاریخ ہے، ظالم حکمرانوں اور جابر حکومتوں کی حاشیہ نشینی کی تاریخ ہے، جی حضوری اور چاپلوسی کی تاریخ ہے، اور جاسوسی اور منافقت کی تاریخ ہے۔

وہ انسان ان اسلامی شخصیتوں سے منھ موڑکر جو بجا طور پر سرمایۂ انسانیت اور آدمیت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، انسانیت کے ان سپوتوں سے منھ موڑکر جو فضیلت کے پہاڑ اور تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں، ان پست فطرت اور حباب آسا لوگوں کا گرویدہ ہو جاتا ہے، جو غلاموں کی زبان کے سوا کوئی زبان نہیں جانتے، اور جنھیں ضمیر فروشی کے علاوہ کوئی دوسرا فن نہیں آتا، وہ انسان زندہ و پائندہ اسلامی علوم و معارف کو پس پشت ڈال کر ایک ایسے فرومایہ اور رکیک لٹریچر کی طرف مائل ہو جاتا ہے، جس میں رکاکت، فحش کلامی کھلے ہوئے تناقض، سفید جھوٹ، لمبے چوڑے دعووں، مضحکہ خیز تاویلوں اور ایسی پیش گوئیوں کے طومار کے سوا جو سچی نہ ہوئیں، کچھ ہاتھ نہیں آتا، اور وہ انسان اس مقدس شہر سے جہاں وحی نازل ہوئی ہے، اور جہاں ملائک اترتے ہیں، جہاں مدرسۂ انسانیت ہے، جو پناہ گاہ آدمیت ہے، اور جس کے افق سے اس عالم کی صبح صادق نمودار ہوئی، اس شہر سے رشتۂ عقیدت توڑکر اس شہر کو مرکز عقیدت بناتا ہے، جو جاسوسی کا آشیانہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

ملت اسلامی کے فقفتہ کالم کا گڑھ ہے، یہ ہے ملتِ قادیانی جو ہر ضیر کو ایک شر سے بدلتی ہے، بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔

قادیانی مذہب عالمِ اسلامی کے جسم کا وہ مادۂ فاسد ہے، جو اس کے شریانوں میں بے غیرتی اور بزدلی، مغربی سامراجیوں کے حضور جبہ سائی اور کاسہ لیسی اور ان ظالم حکمرانوں کے لئے تذلل اور نیازمندی کا زہر پھیلاتا ہے، جنھوں نے اللہ کی زمین کو جور و فساد سے بھر دیا، اور دنیا کے مسلمانوں کو اپنی غلامی کے شکنجے میں کس لیا ہے۔

یہ وحدتِ کلمہ کو پارہ پارہ کر کے دنیائے اسلام کو انتشارِ فکر میں مبتلا کرتی ہے، اسلام کے حقیقی سرچشموں، اس کے اصلی ماخذوں اور مستند بزرگوں پر اعتماد کو متزلزل کرتی ہے، امت کے شاندار ماضی، اس کے تابناک ایام اور جلیل القدر اشخاص سے امت کا رشتہ کاٹتی ہے، اور نبوت کے نئے نئے دعوے داروں اور طفیلیوں کے لئے راہ ہموار کرتی ہے، وہ اسلام کی لازوال طاقت اور سدا بہار زندگی سے بدگمان کرتی ہے، اور مسلمانوں کو ان کے مستقبل کی طرف سے مایوس کرتی ہے۔

قادیانیت مسلمانوں کا ذہن، عالمی مسائل اور اس نظامِ عدل کی اقامت سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پیدا فرمایا تھا، ہٹا کر لاطائل مسائل کی طرف لگاتی ہے، اور اس عظیم امت کو اس یورپین قوم کی گاڑی کا قلی بنانے کی کوشش کرتی ہے جس کے ایما سے یہ پیدا ہوئی، اور جس کی حفاظت میں یہ پلی۔

افسوس قادیانیت نے مرزا غلام احمد صاحب کو نبوت کا تاج پہنا کر انسانیت کے

اتنا ہی سرنگوں کر دیا جتنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت نے اسے سربلند کیا تھا، قادیانیت نے پوری انسانیت کی تذلیل کی ہے، اس کی جبینِ شرافت پر داغ لگایا ہے، اس لئے اس کا وجود ایک ایسے گناہ کا وجود ہے، جو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا، اور ایک ایسے جرم کا وجود ہے جس کو تاریخ بھلا نہیں سکتی۔

قادیانیت کا مسئلہ کسی ایک ملک یا حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری دنیائے اسلام کا مسئلہ ہے، یہ عقیدۂ اسلامی کا سوال ہے، عزتِ رسول کا سوال ہے! شرفِ انسانیت کا سوال ہے! ——— اور اس کرۂ ارض میں ایک ذرۂ خیر نہیں، اگر یہ عقیدہ مٹ جاتا ہے، اگر اس عزت کو ہاتھ لگایا جاتا ہے، اور اگر اس شرف کو داغ دار کیا جاتا ہے!!

یہ چند ٹھوس حقائق ہیں، لیکن جو لوگ واقعات سے دور اور اوہام وخیالات ہی کی دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں، وہ حقیقتوں کے بارے میں کبھی اپنے آپ کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں، ان کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی نظر میں دین وعقیدہ کی خود کوئی قیمت نہیں، اور جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، ان کو مطمئن کرنے کے لئے میرے پاس کوئی زبان یا قلم نہیں۔

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زبان اور

([illegible])

www.abulhasanalinadwi.org

ختم نبوت انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز ہے

یہ عقیدہ کہ دین مکمل ہو چکا ہے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے، ایک انعام خداوندی اور موہبت الٰہی تھا جس کو خدا نے اس امت کے ساتھ مخصوص کیا، اسی لئے ایک یہودی عالم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس پر بڑے رشک اور حسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ "قرآن کی ایک آیت ہے جس کو آپ لوگ پڑھتے رہتے ہیں، اگر وہ ہم یہودیوں کی کتاب میں نازل ہوتی اور ہم سے متعلق ہوتی تو ہم اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، اپنا قومی تہوار اور یوم جشن بنا لیتے"، اس کی مراد سورۂ مائدہ کی اسی آیت "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" سے تھی، جس میں ختم نبوت اور تکمیل نعمت کا اعلان کیا گیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نعمت کی جلالت وعظمت سے اور اس اعلان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا، صرف اتنا فرمایا کہ ہمیں کسی نئے یوم مسرت اور تہوار کی ضرورت نہیں، یہ آیت خود ایسے موقع پر نازل ہوئی ہے، جو اسلام میں ایک عظیم الشان اجتماع اور عبادت کا دن ہے، اس موقع پر دو دو عیدیں جمع تھیں، یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) اور روز جمعہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ذہنی انتشار سے حفاظت

اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع ترین رقبہ میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہیں، اسی عقیدہ کا فیض تھا کہ اسلام ان مدعیان نبوت اور محرفین اسلام کا بازیچۂ اطفال بننے سے محفوظ رہا جو تاریخ کے مختلف وقفوں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتے رہے۔ "ختم نبوت" کے اسی حصار کے اندر یہ ملت ان مدعیوں کے دستبرد اور یورش سے محفوظ رہی جو اس کے ڈھانچے کو بدل کر ایک نیا ڈھانچہ بنانا چاہتے تھے، اور وہ ان تمام سازشوں اور خطرناک حملوں کا مقابلہ کر سکی جن سے کسی پیغمبر کی امت اس سے پہلے محفوظ نہیں رہی اور اتنے طویل عرصہ تک اس کی دینی اور اعتقادی وحدت اور یکسانی قائم رہی، اگر یہ عقیدہ اور یہ حصار نہ ہوتا تو یہ امتِ واحدہ ایسی مختلف اور متعدد امتوں میں تقسیم ہو جاتی، جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا، علمی و تہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا، ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی، ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشوا اور مقتدا ہوتے، ہر ایک کا الگ ماضی ہوتا۔

ختم نبوت کا زندگی اور تمدن پر احسان

عقیدۂ ختم نبوت درحقیقت نوع انسانی کے لئے ایک شرف و امتیاز ہے، وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے، اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے، اب انسانی معاشرے کو کسی نئی وحی، کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں، اس عقیدے سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے، اس کو یہ معلوم ہوتا ہے، کہ دین اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ چکا ہے، اور اب دنیا کو اس سے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں، اب دنیا کو نئی وحی کے لئے آسمان کی طرف دیکھنے کے بجائے خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا کے نازل کئے ہوئے دین و اخلاق کے بنیادی اصولوں پر زندگی کی تنظیم کے لئے زمین کی طرف اور اپنی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے، عقیدۂ ختم نبوت، انسان کو پیچھے کی طرف لے جانے کے بجائے آگے کی طرف لے جاتا ہے، وہ انسان کے سامنے اپنی طاقتوں کو صرف کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے، وہ انسان کو اپنی جدوجہد کا حقیقی میدان اور رخ بتلاتا ہے، اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہو تو انسان ہمیشہ تذبذب و بے اعتمادی کے عالم میں رہے گا، وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کے بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا، وہ ہمیشہ اپنے مستقبل کی طرف سے غیر مطمئن اور متشکک رہے گا، اس کو ہر مرتبہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہر نیا شخص یہ تبلائے گا کہ گلشنِ انسانیت اور روضۂ آدم ابھی تک نامکمل تھا، اب وہ برگ وبار سے مکمل ہوا ہے[1]، اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ جب اس وقت تک یہ نامکمل رہا تو آئندہ کی کیا ضمانت ہے، اس طرح وہ بجائے اس کی آبیاری اور اس کے پھلوں اور پھولوں سے متمتع ہونے کے نئے باغبان کا منتظر رہے گا، جو اس کو برگ و بار سے مکمل کرے۔

دعویدارانِ نبوت

مرزا غلام احمد صاحب کی جد وجہد اور تحریک کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ نبوت کی حرمت وعظمت اور اس منصب کی آبرو اور شرف اٹھ جائے، انھوں نے نبوت کے اجرار وتسلسل پر جو زورِ قلم صرف کیا اور اس کی جس طرح تبلیغ واشاعت کی، انھوں نے الہام کو جو اہمیت دی اور اس پر جس طرح نبوت کی بنیاد رکھی، اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ نبوت بازیچۂ اطفال بن جائے وہ اگرچہ نبوت کے اجرار وتسلسل کی تقریر محض اپنی نبوت کے امکان وثبوت کے لئے کرتے ہیں، اور ختمِ نبوت کا انکار محض اپنی حد تک ہے، ورنہ آنے والوں کے لئے وہ اپنے ہی کو

---

[1] ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا شعر:۔

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

www.abulhasanalinadwi.org

خاتم النبیین سمجھتے ہیں[1]، علامہ اقبال کے بلیغ الفاظ میں :۔

"خود بانیٔ احمدیت کا استدلال جو قرون وسطیٰ کے متکلمین کے لئے زیبا ہو سکتا ہے، یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا ہو سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی، وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں کہ پیغمبر اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی، خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے، لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے، یہ خیال اس بات کے مترادف ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں، اس امر کے سمجھنے کے بجائے کہ ختم نبوت کا اسلامی تصور نوعِ انسان کی تاریخ میں بالعموم اور ایشیا کی تاریخ میں بالخصوص کیا تہذیبی قدر رکھتا ہے، بانیٔ احمدیت کا خیال ہے کہ ختم نبوت کا

---

[1] خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: فکان خالیا موضع لبنة اعنی المنعم علیہ من ھذہ العمارة فاراد اللہ ان یتم البناء ویکمل البناء باللبنة الاخیرة ایھا الناظرون (صفحہ ۱۱۲) خود ہی اس کا ترجمہ فرماتے ہیں "اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم، پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچا دے پس میں وہی اینٹ ہوں۔"

www.abulhasanalinadwi.org

تصور ان معنوں میں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی پیرو نبوت کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا، خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نامکمل پیش کرتا ہے، جب میں بانی احمدیت کی نفسیات کا مطالعہ ان کے دعوائے نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک احمدیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کرکے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے، اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے[1]۔

لیکن لوگوں کا ذہن اس نکتہ کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت آفرینی کی قوت ایک فرد واحد کے لئے مخصوص اور اس کی ذات تک محدود ہو اور نہ اس سے پہلے اس قوت نے اپنا فعل کیا ہو، اور نہ اس شخص کے بعد (جو بعثت محمدی کے تیرہ سو سال بعد آیا ہے، اور اس کے بعد معلوم نہیں دنیا کو کتنے ہزار سال تک رہنا ہے) فعل کر سکے، چنانچہ دوسروں کا کیا ذکر خود مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"خدا تعالےٰ کافروں کی نسبت کہتا ہے" مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" یعنی انھوں نے خدا تعالےٰ کی قدر کو نہیں سمجھا اور

---

[1] پنڈت نہرو کے سوالات کا جواب، حرف اقبال، صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے، اس لئے کسی کو کچھ دے نہیں سکتا، اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ خواہ کتنا ہی زہد اور اتقا میں بڑھ جائے، پرہیزگاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گزر جائے، معرفتِ الٰہی کتنی ہی حاصل کرے لیکن خدا اس کو کبھی نبی نہیں بنائے گا، اور کبھی نہیں بنائے گا، ان کا یہ سمجھنا خدا تعالےٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔"[1]

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب کے بعد لوگوں کو نبوت کا دعویٰ کرنے کی عام جراءت ہو گئی، ہم کو کم سے کم ہندوستان کی تاریخ میں جو خاصی حد تک تفصیل کے ساتھ محفوظ ہے، اکبر کے سوا کسی شخصیت کا علم نہیں جس نے ختم نبوت کے انکار اور دین جدید کے ظہور کی جسارت کی ہو، اکبر نے بھی اس منظم اور واضح طریقہ پر جدید نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا، لیکن مرزا صاحب کے بعد یہ دروازہ عمومی طور پر کھل گیا، پروفیسر الیاس برنی صاحب نے ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) تک سات مدّعیانِ نبوت کا حوالہ دیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر زیادہ اہتمام سے ان مدّعیانِ نبوت کی "مردم شماری" ہو تو صرف پنجاب میں اس سے بہت زیادہ تعداد ثابت ہو گی، ان مدعیانِ نبوت کی کثرت اور خام خیالی پر خود مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے احتجاج فرمایا، انھوں نے ایک تقریر میں فرمایا:۔

---

[1] انوار خلافت صفحہ ۶۲۔

www.abulhasanalinadwi.org

"دیکھو ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہو گئے ہیں، ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے، واقعہ یہی ابتدا میں انھیں الہام ہوئے، اور کوئی تعجب نہیں اب بھی ہوتے ہیں، مگر نقص یہ ہوا ہے کہ انھوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے، اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا، خشیت الہی پائی جاتی تھی آگے خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے، مگر ابتدا میں ان کی حالت مخلصانہ تھی، ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا، مگر نقص یہ ہو گیا کہ انھوں نے الہاموں کی حکمت نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے"[1]

تفریق بین المسلمین

ان جدید "نبوتوں" سے عالم اسلام میں جو زبردست انتشار مسلمانوں میں جو عظیم الشان تفریق اور امت واحدہ کی جو افسوسناک تقسیم ہو گی، اس کے تصور سے بھی ایک مسلمان کو وحشت ہوتی ہے۔!! بہیت اور مذہب بیزاری کے اس دور میں

---

[1] الفضل یکم جنوری ۱۹۳۵ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

خود بخود لوگوں میں "انا الحق" اور "انا النبی" کہنے کا ذوق نہیں رہا، لیکن مرزا غلام احمد صاحب کے لٹریچر کے اثر اور سبک سر قادیانی مبلغین کی تبلیغ سے اگر آج عالم اسلامی میں نبوت کے دعوے کا ذوق پیدا ہو جائے اور عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف اشخاص اپنا اپنا علم نبوت بلند کر دیں، اور جو اس علم کے نیچے نہ آئے، نبوت کے لازمی نتیجہ کے طور پر ان کی تکفیر شروع کر دیں تو عالمِ اسلام میں کیسا ذہنی اور دینی انتشار اور تصادم پیدا ہو گا، اور کس طرح عالمِ اسلام مختلف دینی محاذوں میں تقسیم ہو جائے گا، اور جو امت رنگ و نسل اور قوم و وطن کی تفریق مٹانے اور ساری نوع انسانی کو ایک دوسرے کا بھائی اور ہمدرد بنانے آئی ہے، وہ کس طرح دینی تعصبات اور باہمی تفریق و تکفیر کا شکار ہو کر رہ جائے گی، اس خطرہ کو مولوی محمد علی لاہوری نے بھی محسوس کیا، اور بڑی خوبی اور قوت کے ساتھ اپنے ایک مضمون میں اس کا اظہار کیا ہے، لیکن انھوں نے غور نہیں کیا کہ اس خطرہ کا دروازہ مرزا غلام احمد صاحب نے کھولا ہے، اور اسلام کی پوری تاریخ میں وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے نبوت کے اجراء و تسلسل کو ایک دعوت اور تحریک کے طور پر پیش کیا ہے، مولوی محمد علی صاحب اہل بصیرت کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

• خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے

www.abulhasanalinadwi.org

رہیں گے، اور ہزاروں نبی آئیں گے،[1] جیسا کہ انھوں نے بالصراحت "انوار خلافت" میں لکھ دیا ہے، تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں، اور اسلامی وحدت کہاں ہو گی؟ یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہوں گے، پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے، آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے، وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے، کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں، اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں، یاد رکھو اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے، تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں، اور ہزارہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں، جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہوں،

---

[1] میاں صاحب اس عقیدہ کے مصنف یا موجد نہیں ہیں، انھوں نے صرف مرزا صاحب کی ترجمانی کی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر اور بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔[1]

ایک غلط اور خطرناک مفروضہ

مرزا غلام احمد صاحب کا ایک مفروضہ جس نے اسلامی ذہن کے لئے بے چینی اور اسلامی معاشرہ کے لئے انتشار کا ایک مستقل دروازہ کھول دیا ہے، یہ ہے کہ وہ "مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ" کو مذہب کی صداقت کی شرط اور اتباع اور مجاہدات کا قدرتی نتیجہ تسلیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک جس مذہب میں مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ جاری نہ ہو وہ مذہب مردہ اور باطل ہے بلکہ شیطانی مذہب ہے، اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے، اور جس مذہب کے پیرو مجاہدہ کے باوجود اس دولت سے سرفراز نہ ہوں، وہ گمراہ محروم اور نابینا ہیں۔

وہ براہین احمدیہ کی جلد پنجم میں لکھتے ہیں:۔

"ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کے دعوے کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں، اور خدا تعالےٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے

---

[1] ردِ تکفیر اہل قبلہ صفحہ ۴۹، ۵۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی آنکھیں نہ کھولے، یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وحی الہٰی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے، اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں، صرف قصوں کی پوجا کرو، پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے، جس میں براہ راست خدا تعالےٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں، قصے ہیں، اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے، اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا، میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں، نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے[1]۔"

مکالمات کو شرط قرار دینے کے نتائج

مرزا صاحب نے "مکالمات و مخاطبات الہٰیہ" کو معرفت و نجات اور

---

[1] براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

صداقت وحقانیت کی شرط قرار دیکر اس مذہب کو جس کو اللہ تعالیٰ نے سہل اور ہر شخص کے لئے قابل عمل قرار دیا تھا، نہایت مشکل اور نہایت محدود بنادیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ۔ ۱۸۵)	اللہ تمہارے اوپر آسانی چاہتا ہے، دشواری نہیں چاہتا۔
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج۔ ۷۸)	اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ۔ ۲۸۶)	اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اسکی گنجائش ہے۔

لیکن اگر معرفت ونجات کے لئے مکالمات ومخاطبات الٰہیہ شرط ہیں، تو اس دین سے زیادہ دشوار چیز کوئی نہیں اس لئے کہ بکثرت لوگ اس مکالمہ والہام سے فطرۃً مناسبت نہیں رکھتے، اور خواہ وہ کیسے ہی مجاہدات کریں، مکالمہ والہام کا دروازہ ان پر نہیں کھلتا، بہت سے لوگ اس سے فطری مناسبت رکھتے ہیں، مگر ان کو ان مجاہدات کی (جو مکالمہ اور مخاطبت الٰہیہ کے لئے شرط ہیں) فرصت یا توفیق نہیں، وہ عالمگیر مذہب، جو ساری انسانیت کی فلاح کے لئے آیا ہے، اور سب کو خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے، معرفت ونجات اور مغفرت ورضا اور وصول الی اللہ کے لئے ایسی کڑی شرط نہیں لگا سکتا جس کو کروڑوں انسانوں میں سے

www.abulhasanalinadwi.org

چند پورا کر سکیں۔

پھر قرآن مجید میں مومنین اور فلاح یافتہ انسانوں کی صفات ملاحظہ ہوں۔ سورۂ المومنون کا پہلا رکوع پڑھئے۔ "قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ○ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ○" الخ سورہ الفرقان کا آخری رکوع پڑھئے، وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا الخ اور خود پہلی سورہ کی پہلی آیت پڑھئے۔

الٓمٓ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○ (البقرہ - ۱ و ۲)	اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتلاتی ہے، ڈرنے والوں کو، جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا اور قائم رکھتے ہیں نماز کو، اور جو ہم نے روزی دی ہے، ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس میں کہیں بھی مکالمۂ الٰہی کو ہدایت و فلاح کی شرط قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس کے برعکس ایمان بالغیب کو ہدایت کی پہلی شرط قرار دیا گیا ہے، اور ایمان بالغیب کا مفہوم ہی یہ ہے کہ نبی کے اعتماد پر (جس کو اللہ تعالیٰ اجتبائی طور پر مکالمۂ الٰہی کے لئے انتخاب فرماتا ہے) غیبی حقائق پر جو تنہا عقل اور حواس ظاہری کی مدد سے معلوم نہیں کئے جا سکتے تسلیم کیا جائے اگر مرزا صاحب کا ارشاد تسلیم کر لیا جائے کہ مکالمۂ الٰہی معرفت اور نجات کے لئے شرط ہے تو ایمان بالغیب کی

www.abulhasanalinadwi.org

ضرورت باقی نہیں رہتی، اور اس پر قرآن مجید کا اصرار سمجھ میں نہیں آتا۔

پھر یہ صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہے، پوچھا جا سکتا ہے، کہ ان میں سے کتنے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز تھے؟ اور حدیث تاریخ سے کتنوں کے متعلق ثابت کیا جا سکتا ہے، کہ ان کو مکالمہ و مخاطبہ حاصل تھا؟ کوئی شخص جو اس دور کی تاریخ اور اس جماعت کے مزاج و حالات بلکہ انسانی طبائع و نفسیات سے واقف ہے، اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایک لاکھ افراد سے متجاوز اس قدسی جماعت کو مکالمہ و مخاطبۂ خداوندی حاصل تھا، اور جب صحابۂ کرام کا یہ حال تھا تو بعد کے لوگوں کا کیا ذکر؟

سلسلۂ نبوت کے انکار کی روح

مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ کی یہ اہمیت اور عمومیت درحقیقت نبوت کے خلاف درپردہ بغاوت اور ایک مخفی سازش ہے، مکالمات و مخاطبات کے اس عموم و تسلسل کے بعد عقلاً و عملاً سلسلۂ انبیاءؑ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، قرآن مجید اور تمام آسمانی مذاہب نے انسانوں کو ہدایت اور معرفت الٰہی کے حصول، ذات و صفات اور منشا رخداوندی کی شناخت اور حقائق غیبی کے علم کو سلسلۂ نبوت سے وابستہ اور مربوط کیا ہے، قرآن ہدایت یافتہ مومنین کی زبان سے کہتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا	شکر اس اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ	پہنچا دیا، اور ہم نہ تھے راہ پانے
لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ	والے اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ۔
لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا	بے شک لائے رسول ہمارے رب کی
بِالْحَقِّ ؕ (الاعراف۔ ۴۳)	سچی بات۔

دوسری جگہ ذات و صفات کے بارے میں مشرکانہ و جاہلانہ خیالات و عقائد کی تردید کرتے ہوئے ارشاد ہے:۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ	پاک ذات ہے تیرے رب
عَمَّا یَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ	کی، وہ پروردگار عزت والا
عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۚ	پاک ہے، ان باتوں سے جو
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۠	بیان کرتے ہیں، اور سلام ہے
(الصّٰفّٰت ۸۲-۱۸۰)	رسولوں پر، اور سب خوبی اللہ
	کو جو رب ہے سارے جہان کا۔

بعثت انبیا کی حکمت و مصلحت بتلاتے ہوئے فرماتا ہے:۔

لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ	تاکہ لوگوں کے لئے اللہ پر
عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ	الزام کا موقع نہ رہے۔
(النساء۔ ۱۶۵)	

www.abulhasanalinadwi.org

مرزا غلام احمد صاحب کے فلسفۂ تسلسل و بقائے وحی اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے عموم و لزوم پر اگر دقتِ نظر سے غور کیا جائے، اور اس کی علمی تحلیل و تجزیہ کیا جائے تو اس میں ختمِ نبوت کے بجائے سلسلۂ نبوت کے انکار کی روح نظر آئے گی اور ہدایت و معرفتِ الٰہی بھی مسمریزم اور جدید تحریک استحضار ارواح ــــــ (SPIRITUAL-ISM) وغیرہ کی طرح ایک روحانی تجربہ اور عمل بن کر رہ جائے گی

مکالمات کے سرچشمہ کا تعین

پھر ان مکالمات و مخاطبات الٰہی کی تنقید کا کیا معیار ہے؟ اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ انسان جو کچھ سن رہا ہے، وہ خود اس کے باطن کی آواز یا اس کے ماحول اور تربیت کی صدائے بازگشت یا اس کی اندرونی خواہشات اور سوسائٹی کے اثرات کا نتیجہ نہیں؟ جن لوگوں نے مکاشفات و مکالمات کے قدیم مجموعے دیکھے ہیں، ان کو معلوم ہے کہ ان کا کتنا بڑا حصہ ان غلط مفروضات و نظریات کی تصدیق اور تبلیغ کرتا تھا، جو قدیم علم الاصنام (MYTHOLOGY) نے پیدا کر دیئے تھے، مصر کی فلاطونیت جدیدہ (NEWPLATONISM) کے روحانی مشاہدات اور ربانی مکالمات ملاحظہ ہوں! کیا ان کے مکاشفات اور مکالمات نے اس وقت کے صنمیات اور فلسفیانہ مفروضات کی تصدیق نہیں کی؟ خود اسلامی دور میں بعض اہل مکاشفہ و مکالمہ عقلِ اول سے مصافحہ کرنا اور اس سے ہم کلام ہونا بیان

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے ہیں، جو محض فلسفۂ قدیم بلکہ یونانی علم الاصنام کا ایک ذہنی تخیل تھا، خود مرزا صاحب کے مکالمات و مخاطبات میں کتنا بڑا حصہ ان کے زمانہ، ماحول اور تربیت کے تحت الشعور اثرات کا نتیجہ اور اس انحطاط پذیر اور مائل بہ زوال معاشرے کا عکس معلوم ہوتا ہے جس میں انھوں نے نشوونما پایا اور جس میں وہ اپنی دعوت لے کر کھڑے ہوئے، بلکہ کتنا بڑا حصہ وہ ہے، جس کے متعلق ایک مبصر کو جو ہندوستان کی سیاسی تاریخ سے واقف ہے، محسوس ہوتا ہے کہ اس کا سرچشمہ عالم غیب کے بجائے ہندوستان کا سیاسی اقتدار اعلیٰ ہے، ڈاکٹر سر محمد اقبال نے جو فلسفہ کے بھی ایک عظیم فاضل ہیں، اور انھوں نے مرزا صاحب کی تحریک اور ان کے مکالمات والہامات کا بھی نظر غائر سے مطالعہ کیا ہے، اس حقیقت کو اپنے مخصوص علمی انداز میں خوب واضح کیا ہے، اس مضمون میں جو انھوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے بعض شبہات وسوالات کے جواب میں لکھا تھا، فرماتے ہیں:

"میں یہ ضرور کہوں گا کہ بانی احمدیت نے ایک آواز سنی لیکن اس امر کا تصفیہ کہ یہ آواز اس خدا کی طرف سے تھی جس کے ہاتھ میں زندگی اور طاقت ہے، یا لوگوں کے روحانی افلاس سے پیدا ہوئی اس تحریک کی نوعیت پر منحصر ہونا چاہیئے، جو اس آواز کی آفریدہ ہے اور ان افکار و جذبات پر بھی جو اس آواز نے اپنے سننے والوں میں پیدا کئے ہیں، قارئین یہ نہ سمجھیں کہ میں استعارات استعمال کر رہا ہوں، اقوام کی تاریخ حیات بتلاتی ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

جب کسی قوم کی زندگی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے تو انحطاط ہی الہام کا ماخذ بن جاتا ہے، اور اس قوم کے شعراء، فلاسفہ، صوفیہ، مدبرین اس سے متاثر ہو جاتے ہیں، اور مبلغین کی ایک ایسی جماعت وجود میں آجاتی ہے، جس کا مقصد واحد یہ ہوتا ہے کہ منطق کی سحر آفریں قوتوں سے اس قوم کی زندگی کے ہر اس پہلو کی تعریف و تحسین کرے جو نہایت ذلیل و قبیح ہوتا ہے، یہ مبلغین غیر شعوری طور پر مایوسی کو امید کے درخشاں لباس میں چھپا دیتے ہیں، کردار کے روایتی اقتدار کی بیخ کنی کرتے ہیں، اور اس طرح ان لوگوں کی روحانی قوت کو مٹا دیتے ہیں، جو ان کا شکار ہو جاتے ہیں، ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو جنھیں الہام کی بنیاد پہ تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی ماحول کو اٹل سمجھو، پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنھوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے، زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔[1] (ماخوذ از "قادیانیت")

---

[1] حرف اقبال صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸۔

www.abulhasanalinadwi.org

قادیانیت

مطالعہ و جائزہ

قادیانی تحریک اسلام کی خادم ہے، یا حریف۔ اس کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا بیخکنی۔ ان سوالوں کا جواب حاصل کرنے کے لئے مولانا **ابوالحسن علی ندوی** مدظلہ کی کتاب...... **"قادیانیت"** ملاحظہ فرمایئے۔ جس میں اس تحریک کی ابتدا، اس کے ماحول اور اس کی بنیادی و مرکزی شخصیتوں کے علاوہ اس کی تعلیمات کا علمی اور تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، یہ کتاب بحث و مباحثہ کے عام اسلوب اور معاندانہ طرز کلام کے بجائے علمی انداز میں اس تحریک کا مفصل جائزہ پیش کرتی ہے۔

تازہ اردو اڈیشن خود مصنف مدظلہ کے نظر ثانی کے بعد زیور طبع سے آراستہ ہو کر آنے والی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی اہم اصلاحی تقریریں

- اسلام یکمل دین مستقل تہذیب (اردو) ۶۵/-
  (انگریزی) ۷۵/-
- ایک بہتر ہندوستانی سماج کی تشکیل میں اسلام کیا حصہ لے سکتا ہے؟ (اردو) ۷۵/-
  (انگریزی) ۱/۲۵
- لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق (اردو) ۵۰/- (انگریزی) ۷۵/-
- دو انسانی چہرے قرآنی مرقع میں ۵۰/-
- عصر جدید کا چیلنج اور اس کا جواب ۹۵/-
- خواص ملت میں ان کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں ۵۰/-
- محبت فاتح عالم ۲۵/-
- پیام انسانیت
  مخلوط اجتماعات کی پانچ اہم تقریریں ۲/۵۰
- مقام انسانیت
  پبلک جلسوں کی پانچ اہم تقریریں ۲/-

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

مجلس کی دو اہم تازہ پیشکش

اسلام اور غیر اسلامی تہذیب

رواداری، مدارات اور بقاء باہم کے اصول و حدود کتاب و سنت
اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

مسیحیت

علمی اور تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں

تلخیص و ترجمانی۔ از۔ **مولوی شمس تبریز خاں**

www.abulhasanalinadwi.org